ادبی مصادر میں آثار عمرینؓ

آثار عمرؓ

(۴)

جناب ڈاکٹر ابو النصر محمد خالدی صاحب پروفیسر شعبۂ تاریخ عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد

۲۲ اس اثر کا ترجمہ آگے فقرہ نشان ۳۴

۲۳ عمرؓ نے اپنے ہونے والے جانشین کو جو وصیت کی وہ یہ ہے:

میں تم کو اللہ سے تقویٰ (پرہیزگاری) اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ کا کوئی شریک (وسہیم و مددگار) نہیں ہے۔

میں تم کو مکہ سے مدینہ آنے میں پہل کرنے والوں سے اچھا برتاؤ کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔

میں تم کو انصار سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ ان میں سے جو نیک روش ہوں ان سے مہربانی کا سلوک کرو اور ان میں سے جن لوگوں سے لغزش ہو جائے ان سے درگزر کرو۔

میں تمہیں شہری باشندوں سے اچھا رویہ رکھنے کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ دشمنوں کے خلاف تمہارے مددگار ہوں گے لگان و مالگزاری وصول کرتے ہیں وہ جو مال وصول کریں اس میں سے صرف اتنا ہی لو جو ان کے مقررہ حصہ سے زائد ہو۔

میں تمھیں دیہی باشندوں سے نیک برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں۔ وہ اہل علم کی جڑ بنیاد اور اسلام کا مال و سواد ہیں۔ تم ان کے تونگروں سے ان کے اموال کا کم حیثیت حصہ وصول کرو۔ اس مال کو بھی بے نواؤں میں بانٹ دو۔

میں تمھیں ان لوگوں کی بخوبی نگہداشت کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمھاری امان میں آگئے۔ تم دشمن کا مقابلہ ان کو اپنے پیچھے رکھ کر کرو۔ ان پر ان کی برداشت کی قوت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ ایسا عمل درآمد اس وقت تک برابر ہوتا رہے جب تک کہ وہ مولوں کو اپنی مرضی سے یا بکراہت صرف ادا کرتے رہیں جو ان پر عائد کیا گیا ہے۔

میں تمھیں اللہ ہی سے امید وبیم رکھنے اور اس کی ناپسندیدگی سے خبردار رہنے کی وصیت کرتا ہوں وہ تمھارے نہایت معمولی شک وشبہ سے بھی باخبر رہتا ہے۔ میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ لوگوں سے معاملہ کرنے میں اللہ سے ڈرو اور اس کے احکام جاری ونافذ کرنے میں ہرگز نہ ڈرو۔ تمھیں چاہئے کہ اپنے زیر فرمان رہنے والوں سے انصاف کرنے اور ان کی ضرورتیں پوری کرنے اور ان کی ناگہانی حاجتیں روا کرنے کے لئے اپنا وقت اور اپنی توانائی فارغ رکھا کریں۔ ان کے بے مایوں پر ان کے تونگروں کو ترجیح نہ دو۔ یہ عمل ـــــ اللہ چاہے تو ـــــ ان کے دلوں کو مضبوط رکھنے اور ان کا بوجھ کم کرنے اور تمھارے انجام کار کے لئے خیر ہوگا تاآنکہ یہ خبر اس تک پہنچ جائے گی جو تمھارے بھیدوں کو جاننے والا اور تمھارے دل کے درمیان حائل رہتا ہے۔

میں تمھیں ہدایت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے احکام نافذ کرنے میں اس کی قائم کردہ حدوں کو باقی رکھنے میں اور اس کی نافرمانی کرنے والوں کو سزا دینے میں شدت اختیار کرو۔ ایسے لوگ (جو سزا کے مستحق ہیں) باعتبار مقام ومنزلت تم سے نزدیک ہوں یا دور۔ ایسا نہ ہو کہ کسی فرد پر سزا نافذ کرنے میں تمھاری رحم دلی آڑے آئے تاآں کہ جس طرح اس نے اللہ کی حرمتوں کی ہتک کی ہے تم بھی اس کی ویسی ہی ہتک کر ڈالو۔ سزا بقدر جرم ہونی چاہئے۔

اپنے یہاں سب لوگوں سے یکساں برتاؤ کرو۔ اس کا خیال مت کرو کہ کس پر کتنی ذمہ داری عائد ہوتی ہے (کس کا دائرہ اختیار و اقتدار کتنا وسیع ہے) حقوق اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی پرواہ نہ کرو۔

اللہ نے مومنوں کو خراج و مالگذاری سے جو کچھ عطا فرمایا ہے تم کو اس کا والی بنایا ہے۔ خبردار! اس کے بانٹنے یا دینے دلانے میں ایسا نہ ہو کہ کسی کو اپنی ذاتی پسند کی بنا پر ترجیح دے دو یا کسی کی شخصی طور پر جانب داری کر بیٹھو۔ اگر ایسا کرو گے تو جفا کاری و ستم گری کا ارتکاب کرو گے۔ اس کی وجہ سے اپنے نفس کو ان مباح و جائز چیزوں سے محروم کر دو گے جن میں اللہ نے تم کو کشادگی بخشی ہے۔

خلیفہ ہو کر تم دنیا و آخرت کی منزلوں سے ایک منزل پر پہنچ گئے ہو۔ اگر تم نے اپنی دنیا کے لئے ان امور میں توازن و پاکیزگی اختیار کی جن میں اللہ نے تمھارے لئے کشادگی رکھی ہے تو تم اس ذریعہ سے اللہ پر یقین کامل اور اس کی رضا حاصل کر وگے۔ اگر اس معاملہ میں چاہت غالب اور خواہش مسلط ہو تو پھر تم نے اللہ کی ناراضی اور اس کی نافرمانی مول لی۔

میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ جن غیر مسلموں کی جان و مال وغیرہ کی تم نے ذمہ داری لی ہے ان پر زیادتی کرنے میں اپنے نفس کو دراز ہونے دو اور نہ کسی دوسرے کے نفس کو۔

مجھے تم کو جو وصیت کرنی تھی وہ کر دی۔ تم کو خیر پر آمادہ کر دیا اور تمھاری خیرخواہی کی۔ اس پر عمل کر کے اس کے ذریعہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرو۔ آخرت کو اپنا ٹھکانا بناؤ۔

میں نے جس طرح تمھاری راہ نمائی کی ہے ویسی ہی اپنی ذات اور اپنی اولاد کے لئے بھی کی ہے۔ اگر تم ان باتوں پر عمل کرو جن کی طرف میں نے راہ نمائی کی ہے اور جہاں

تک پہنچ جاؤ جہاں تک پہنچنے کی میں نے تم کو ہدایت کی ہے تو تمھیں اپنا ذخیرہ پورا اور اپنا حصہ وافر ملے گا۔ اور اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا اور اس پر پوری توجہ نہیں کی اور اہمیت کے حامل بڑے کام اس شخص کے لئے نہیں چھوڑے جن کی وجہ سے اللہ تم سے راضی ہو تو اس ترک کی وجہ سے تمہارا استحقاق بہت کم ہوجائے گا۔ اس کے بارے میں تمھاری رائے خراب ہوجائے گی کیونکہ خواہشیں مختلف ہوتی ہیں (ایک شخص کو جو اختیار و اقتدار تفویض کیا گیا ہے اس کے اختیار و اقتدار میں دخل اندازی نہ ہونی چاہیئے)

یہ ابلیس ہی ہے جو تمام خطاؤں کی ابتداء کراتا اور تباہیوں کی طرف لے جاتا ہے۔ تم سے پہلے گزری ہوئی بہت سی پیڑھیوں کو گم راہ کر کے وہ انھیں آگ میں ڈھکیل چکا ہے۔ اللہ کے دشمن سے موافقت کرنے اور اس کی نا فرمانی کا میلان رکھنے پر جس کسی کو جو کچھ ملا وہ اس موافقت و میلان کا نہایت برا بدل ہوگا۔

اب تم حق کو ساتھ لے کر جس بھنور میں چاہو کود پڑو۔ اپنے نفس کے لئے واعظ بنو میں تمھیں اللہ کے نام پر قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم مسلموں کی جماعت سے رحم آمیز سلوک کرتے رہو اس طرح کہ ان کے بزرگوں کی بڑائی کرو۔ ان کے چھوٹوں پر مہربانی کرو۔ ان کے عالموں کو باوقار بناؤ۔ انھیں مارو مت کہ وہ خوار ہوجائیں مال کی تقسیم میں ان پر کسی کو ترجیح نہ دو کہ تم سے بغض رکھنے لگیں۔ ان کے عطیے وقت پر باقاعدہ ادا کر دیا کرو۔ ورنہ وہ تاخیر کی وجہ سے حاجت مند ہوجائیں گے۔

جب مسلموں کو جنگ پر بھیجو تو اتنی مدت تک میدان جنگ میں نہ رہنے دو کہ ان کی نسل منقطع ہوجائے اور نہ ان کی دولت انھیں کے دولت مندوں میں گردش کرتی رہے مسلموں کے لئے اپنا دروازہ بند نہ کرو (کہ شاکی کی شکایت تم تک پہنچ نہ سکے) اور ان کا زور آور ان کے کمزور کو نگل جائے۔

میری یہ وصیت خاص تمھارے لئے ہے۔ اب میں اللہ کو تم پر گواہ بناتا اور تمھاری

سلامتی کی دعا کرتا ہوں۔

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۴۶ جاری

۳۴ عمرؓ کا ہدایت نامہ جو آپ نے عدل گستری کی بابت ابوموسیٰ عبداللہ ابن قیس اشعری (م ۴۲ ۔ ۶۵۲ ء) کو لکھا۔

بقول جاحظ یہ ہدایت نامہ ابو محمد سفیان ہلالی م ۱۹۸، ابوبکر عبداللہ ہذلی م ۱۶۷ اور سلمہ فہری تینوں نے قتادہ سدوسی م ۱۱۷ سے نقل کیا ہے۔ اس کی روایت ابو یوسف یعقوب زہری م ۲۰۸ نے عبیداللہ بن ابی حمید ہذلی سے اور انھوں نے ابوملیح اسامہ ہذلی سے بھی کی ہے۔

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان اور رحمت والا ہے۔ حمد و صلات وسلام کے بعد: اس میں کوئی شبہ نہیں کہ فصل خصومات ایسا فریضہ ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں رہا۔ یہ ایسا عمل درآمد ہے جس کی سب ہی نے پیروی کی ہے۔ اچھی طرح جان لو کہ اگر کسی نے اپنا دعویٰ پیش کیا اور تم پر اس کی صحت واضح کردی تو اس کو صرف حق بجانب کہہ دینا سودمند نہیں ہوگا جب تک کہ تمہارا فیصلہ نافذ نہ ہو جائے۔

ایوانِ عدالت میں اپنے روبرو ہر ایک سے ایسا تسلی آمیز و ہمت افزا سلوک کرو کہ ہر فریق ایک دوسرے کے مقابل ہم درجہ و ہم رتبہ رہے تاکہ ذی حیثیت کو تمہاری ناانصافی کی طمع ہو (کہ تم اسی کی جانب داری کروگے) اور نہ بے حیثیت کو تمہاری زیادتی کا اندیشہ (کہ اس کی نہیں سنی گئی)۔

اپنا حق ثابت کرنے کے لئے مدعی پر دلیل پیش کرنا اور دعویٰ کا انکار کرنے والے (مدعا علیہ) پر قسم کھانا واجب ہے۔ مسلمانوں کے درمیان باہمی صلح جائز ہے لیکن ایسی صلح جائز نہیں جو حلال کو حرام یا حرام کو حلال کردے۔

اگر کل تم نے کوئی فیصلہ کر دیا تھا مگر بعد کو اس میں غلطی پر تنبہ ہوا اور اس کی اصلاح

کی طرف راہ نمائی ہوگئی تو پھر حق وصواب کی طرف رجوع ہونے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ (غلطی کی نظیر نہیں ہو سکتی) کیونکہ حق قابل تقدیم وترجیح ہے۔ حق کی طرف پلٹنا باطل میں پڑے رہنے سے بہر طور بہتر ہے۔ اس وقت بہت سوچو بہت غور کرو جب کسی ایسے مقدمہ میں تمہارے دل میں خلجان پیدا ہو جس کا حکم اللہ کی کتاب میں ملے اور نہ رسول اللہ صلعم کے عمل میں ایسی صورت میں زیر دوران مقدمہ کی جیسی مثالوں اور اس سے مشابہ مقدموں پر غور کر کے ان پر قیاس کرو پھر اجتہاد کر کے وہ فیصلہ اختیار کرو جو اللہ کو سب سے زیادہ پسندیدہ اور حق سے قریب ترین معلوم ہو۔

مدعی کے گواہ بر سر اجلاس موجود نہ ہوں یا وہ اپنے دلائل بروقت ظاہر نہ کرسکے اور وہ مہلت چاہے تو اس کو گواہوں کے حاضر ہونے یا (اظہار و) بیان دینے کے لئے مہلت دو۔ جب وہ دلائل وشواہد پیش کر دے تو اس کو اس کا حق دلا دو۔ ورنہ مہلت ختم ہونے پر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر دو۔ ایسا کرنے سے تمہاری غیر جانب داری میں کسی کو شک نہیں ہوگا۔ جو متذبذب تھے ان کے لئے بات واضح ہو جائے گی اور انصاف رسانی میں بقدر استطاعت تمہاری کوشش پوری ہو جائے گی۔

سب مسلم آپس میں ایک دوسرے کے لئے راست باز ہوتے ہیں (ایک دوسرے کے معاملے میں بھی گواہی دیں گے) البتہ اس شخص کی گواہی نہیں قبول کی جائے گی جس کو (گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر) بطور سزا کے کوڑے لگائے گئے ہوں یا جس کے جھوٹے گواہ ہونے کا تجربہ ہو چکا ہو یا جو اپنے آقا یا قرابت کی نسبت میں ملزم گردانا گیا ہو۔ (یعنی جس نے اپنی غلامی کی نسبت اپنے حقیقی آقا کی طرف نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو دوسرے فرضی آقا کی طرف منسوب کیا۔ قرابت داری کی غلط نسبت دینے کا بھی یہی حکم ہے)

تمہاری پوشیدہ بداعمالیوں کی سزا دینے نہ دینے کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ وہی تمہاری غلطائیں پر دلائل وشواہد اور شبہوں کے ذریعہ تمہیں سزاؤں سے بچاتا ہے۔

انصاف کرتے وقت (فریقوں کے بیانوں سے اکتا کر) بے چین، بیزار، بے قرار یا کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیئے۔ اس کا خصوصی خیال رکھو۔ اگر اہلِ مقدمہ سے کسی شخص نے تم کو ایذا دی تھی تو تم اس کے خلاف تنگ دلی مت کرو۔

(فریق مقدمہ کے) کسی ایسے شخص سے نفرت نہ کرو جس نے تم سے (کسی نہ کسی وجہ سے) جھگڑا کیا تھا۔

ایسے ایوانِ عدالت (جہاں مذکورہ صفات کے قاضی ہوں) وہ مقام ہیں جن کے ذریعہ اللہ جزائے خیر واجب کر دیتا اور ان کے وسیلہ سے نیک عمل کے ذخیروں کو بہتر بناتا ہے۔

جس کسی کی نیت اس کے اور اللہ کے درمیان خالص ہو (دکھاوا نہ ہو) تو اللہ اس کے اور لوگوں کے درمیان جو کچھ ہوا ہے اس کے لئے کافی ہوجاتا ہے خواہ اس کی یہ خالص نیت اپنی ذات ہی کو (اللہ کی عقوبت سے) بچانے کے لئے کیوں نہ ہو (اللہ اس کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا) لیکن جو شخص لوگوں کی خاطر اپنے کو کسی بات سے خوش نما بناتا ہے، اور اللہ جانتا ہے کہ وہ فی الواقع ایسا نہیں ہے تو اللہ اس کو بے آبرو کر دیتا (اس کی بدباطنی ظاہر کر دیتا) اور اس کے فعل کا اخلاص سے خالی ہونا آشکارا کر دیتا ہے۔

اب بتاؤ اللہ کے یہاں اس کے فوری دین اور اس کے خزانوں کی بابت (جو تمہاری آخرت کے لئے ہیں) تمہارا کیا گمان ہے؟ اللہ تم کو سلامت رکھے۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۴۸ جاری + رسائل ج ۲ ص ۳۱

۳۵ عمرؓ نے عمرو بن معدیکرب سے والی عراق سعد بن ابی وقاص بن اہیب زہری م ۵۵ ھ کے متعلق پوچھا تو ابن معدیکرب نے کہا: بہت خوب امیر ہے۔ سادہ لباس میں نبطی، دھاری دار چادر میں عرب، گوری میں ببر، جھگڑے چکانے میں عدل گستر، مال تقسیم کرتا ہے تو سب کو برابر دیتا ہے۔ رات میں لشکر روانہ کرتا ہے تو خود بھی ساتھ رہتا ہے۔ ہمیں جاڑا

حق اس طرح پہنچاتا ہے جس طرح چیونٹیاں پہنچاتی ہیں۔

عمرؓ نے کہا: واہ واہ! تم نے تو ستائش کا حق ادا کر دیا۔

البیان والتبیّن ۔ ج ۲ ص ۶۸

تنبیہ: اصل عربی عبارت میں جو لطف ہے وہ اردو میں راقم الحروف برائے نام بھی منتقل نہیں کر سکا۔

۳۶ عمرؓ نے فرمایا: قرآن پڑھو۔ اس کی وجہ سے معروف و ممتاز ہو جاؤ گے۔ اس پر پر عمل کرو۔ اس کے مصداق بن جاؤ گے۔

حق دار کو اس کا حق ہرگز نہیں ملے گا اگر اس نے اللہ کے احکام سے روگردانی میں کسی اور کی فرماں برداری کی۔ اگر کوئی اپنا حق طلب کرنے کھڑا ہوا یا کوئی بڑی (خطرناک) بات (بطور تنبیہ) یاد دلائے تو اس کا وقت ہرگز قریب نہیں آئے گا اور نہ کسی صورت اس کو ملنے والی شئے اس سے دور ہو جائے گی۔

البیان والتبیّن ج ۲ ص ۷۰

توضیح: حق طلب کرنے میں صاحبِ اقتدار سے نہیں ڈرنا چاہئے۔ اور صاحب اقتدار کو اللہ کا خوف دلانے میں پس و پیش کرنا مناسب نہیں۔ البتہ آدابِ نصیحت کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

۳۷ عمرؓ سے بیان کیا گیا کہ قریش کے نوجوان اپنا مال بکثرت خرچ کرتے ہیں تو آپؓ نے فرمایا: اس طرح ان کا محتاج ہو جانا مجھے ناپسند ہے مگر ان کے محتاج ہو جانے سے زیادہ مجھے یہ بات زیادہ گراں گزرے گی کہ وہ اپنے سرمایہ کو مشغول نہ کریں۔

دوسری روایت کے اعتبار سے عمرؓ نے قریش کے نوجوانوں کا ذکر کرتے ہوئے مال خرچ کرنے میں ان کی بے اندازہ زیادتی اور دولت لٹانے میں ان کے ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی کوشش پر کہا: محتاج کو مالدار بنانا بگڑے کو بنانے سے

آسان تر ہے۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۸۱ + البخلاء ج ۲ ص ۱۴۴

۳۸ عمرؓ نے فرمایا عمامے عربوں کے تاج ہیں۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۸۸ و ۲۸۷ + ج ۳ ص ۱۰۰

توضیح: افسر۔ تاج۔ دیہیم، شملہ۔ صافہ۔ مکٹ۔ منڈاسا۔ جس طرح تاج ایرانیوں کے لئے باعث زینت و شرف ہے اسی طرح عمامہ عربوں کے لئے ہے۔

۳۹ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو عمرؓ نے اس سے پوچھا: کیوں؟ طلاق دینے کی کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا: مجھے اس سے محبت نہیں ہے۔ آپؓ نے فرمایا: کیا سب خاندان محبت ہی کی بنا پر آباد ہیں؟ (اگر ایسا ہوتا تو پھر) پاس داری، حرمت رشتہ، سرپرستی یا کفالت کہاں گئی؟

البیان والتبیین ج ۲ ص ۸۹

توضیح: زن و شوکو باہمی تعلقات میں صرف محبت ہی نہیں بلکہ دوسرے امور جیسے مثلاً رشتہ داری وغیرہ کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ ایک دوسرے میں سب خوبیوں کی توقع رکھنا ناواجبی ہے۔

۴۰ عمرؓ نے ایک دیہاتی عرب کو یہ کہتے سنا: یا اللہ ام عونی کے گناہوں کو معاف فرما۔ آپؓ نے پوچھا: یہ ام عونی کون ہے؟ بدوی نے کہا، میری حرمت! بے وقوف ہے۔ شوہر سے جھگڑتی رہتی ہے۔ کھاتی اتنا زیادہ ہے کہ کچھ نہیں چھوڑتی۔ سڑی گلی کی بھی پرواہ نہیں کرتی۔ ان قباحتوں کے باوصف حسین و دلآرام ہونے کے سوا کئی بچوں کی ماں بھی ہے۔ اس کو چھوڑنا میرے بس سے باہر ہے۔

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۹۵

۴۱ عمرؓ نے فرمایا: عربوں کا بہترین فن (ان کی ہنرمندی) ابیات شعر ہیں وہ انھیں

اپنی حاجت مندی رفع کرنے کے موقع پر پیش کر سکتا ہے ان کے ذریعہ وہ سخی کو اپنی طرف مائل اور بخیل کو اپنے اوپر مہربان بنا سکتا ہے۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۰۱ و ۳۲۰

۴۲ عمرؓ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی کسی کے پاس تین مرتبہ جائے مگر تمھیں اس سے کوئی بھلائی نہ پہنچے تو پھر اس کے یہاں جانا چھوڑ دو۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۰۱

۴۳ حفص بن صالح ازدی اپنے شیخ عامر بن عبد اللہ شعبی م ۱۰۳ھ سے روایت کرتے ہیں کہ: عمرؓ نے معاویہ کو لکھا: حمد وثنا کے بعد۔ میں نے فصلِ خصومات کی بابت تمھیں ایسا خط لکھا ہے جس میں میں نے تمھاری اور خود اپنی خیر خواہی کی امکانی کوشش کی ہے۔

انصاف رسانی میں پانچ قاعدوں پر عمل پیرا رہو تمھارا دین سلامت رہے گا اور اس میں تمھیں بہترین حصہ ملے گا۔

۱۔ جب کسی مقدمہ میں دو فریق تمھارے سامنے آئیں تو لازمی ہے کہ تم مدعی سے ٹھیک ٹھیک بیان از قسم دلائل وگواہ وغیرہ اور مدعی علیہ سے واضح قسم کا مطالبہ کرو۔

۲۔ کم زور کو اپنے قریب آنے دو تاکہ اس کا دل مضبوط ہو اور اس کی زبان کھل سکے۔

۳۔ پردیسی سے الف وانس برتو کیونکہ اگر اجنبیت وبے گانگی برتو گے تو وہ اپنے حق سے دست بردار ہو کر اپنے اہل وعیال کی طرف (بحالت مایوسی) واپس لوٹ جائے گا۔ ایسے پردیسی کا حق اس نے تلف کیا جس نے پردیسی کی رفاقت نہیں کی۔

۴۔ فریقین پر اپنی نظریں اس طرح ڈالو کہ وہ دونوں اپنے آپ کو ایک دوسرے کا مماثل سمجھیں (تم پر جانب داری کا شبہ نہ ہونے پائے)

۵۔ جب کبھی تم کسی مقدمہ میں مناسب وموزوں فیصلہ تک نہ پہنچ سکو تو پھر لوگوں میں باہمی

سمجھوتہ کرانے کی ممکنہ کوشش کرو۔

البیان والتبیین ۔ ج ۲ ص ۱۵۰

توضیح: پردیسی سے آنس برتنے کا مطلب، حسب رواجِ وقت، مقدمہ کا فیصلہ ہونے تک مدعی کے لابدی ضروریات ۔ طعام وقیام وغیرہ کی ذمہ داری محکمہ عدالت پر رہتی ہے ۔ ذرائع آمد و رفت کی قلت اور مقدمہ میں فیصلہ کی طوالت کی وجہ سے پردیسی پر اہل وعیال کی فرقت شاق گزرتی ہے ۔ عدالت ہر ہر قصبہ میں قائم کرنا ممکن بھی نہیں تھا۔

اس مراسلہ کے مضمون سے ملتا جلتا وہ خط بھی ہے جو عمرؓ نے معاویہ کو لکھا تھا۔ جاحظ نے یہ اپنی ایک مختصر کتاب میں نقل کیا ہے ۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

حمد وصلوٰۃ کے بعد۔ میں نے اس خط میں اپنی اور تمہاری خیرخواہی کرنے کی انتہائی کوشش کی ہے۔ اچھی طرح خیال رکھو کہ اپنے اور عام لوگوں کے درمیان کوئی روک نہ ہونی چاہیئے۔ کمزور کو اپنے یہاں آنے کی اجازت دینے میں دیر نہ کرو۔ اس کو اپنے سے قریب جگہ دو تاکہ اس کی زبان کھلے، اس کا دل جری ہو۔ پردیسی سے اُلفت و اُنس برتو اگر اس کو (اجازت یا فیصلہ کے انتظار میں) زیادہ وقت لگے اور اجازت ملنے میں تنگی محسوس ہو تو وہ اپنے حق سے دست بردار ہو جائے گا، اور اس کی دل شکنی ہو گی۔ ایسے شخص کا حق دراصل اس نے مارا جس نے اس کے مقدمہ کا فیصلہ کرنے میں اسے روکے رکھا۔

جب کبھی تم کسی مقدمہ میں مناسب وموزوں فیصلہ تک نہ پہنچ سکو تو لوگوں کو آپس میں سمجھوتہ کرنے پر اکساؤ (اس کے فائدے دل نشین کراؤ) اگر جھگڑنے والے دونوں فریق تمہارے آگے پیش ہوں، راست بازانہ دلائل وغیرہ ظاہر کر دیں اور صاف صاف قسمیں کھالیں تو پھر اپنا فیصلہ صادر و جاری کر دو۔

تم پر سلامتی ہو۔

کتاب الحجاب رسائل ج ۲ ص ۳۱

۴۴ ابو یوسف (یعقوب بن ابراہیم امام ؟) اپنے شیخ عبدالرحمان محمد بن عبداللہ عرزمی
م ۱۵۵ھ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اس راوی سے جس نے ابو اُمیہ شریح بن حارث
م ۷۲ھ سے روایت کی ہے۔
عمرؓ نے معاویہ بن ابی سفیان صخر کو لکھا:
مجلس عدالت میں کسی فریق سے سودا کرو نہ جھگڑا اور نہ حق دار سے حق چھینو (نہ کسی کو نقصان پہنچاؤ) کسی کو کچھ بیچو اور نہ کسی کو کچھ بیچنے دو (کسی کو کچھ دینے دلانے یا خود کچھ لینے سے اجتناب کرو) اگر تم غصہ کی حالت میں ہو تو فریقین کا ہرگز فیصلہ مت کرو۔

البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۵۰

تنبیہ: یہ خط غالبًا کسی طویل مراسلہ کا ایک جزء ہے۔

۴۵ عمرؓ نے احنف بن قیس سے فرمایا: جو زیادہ ہنستا ہے اس کا رعب کم ہو جاتا ہے۔ جو شخص جو بات یا جو کام بکثرت کرتا ہے اس کا حسن و قبح اس کی نیت سے جانا جاتا ہے۔ جو زیادہ ٹھٹول کرتا ہے اس سے خطائیں (غلطیاں) بھی زیادہ سرزد ہوتی ہیں۔ جس سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں اس سے پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ جس میں پرہیزگاری کی قلت پائی جاتی ہے اس کی شرم و حیا جاتی رہی۔ اور جس میں حیا باقی نہیں رہی سمجھو کہ اس کا دل مر گیا۔
(جس کا دل ہی مر گیا سمجھو کہ اس کی زندگی اکارت گئی)

البیان والتبیین ج ۲ ص ۱۸۸

۴۶ عمرؓ نے فرمایا: عورتوں کو اکثر "نا" کہا کرو کیونکہ "ہاں" ان کو مانگنے کی ترغیب دیتا ہے۔

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۱۹۰ نیز ج ۳ ص ۱۵۵

اس پر جاحظ کا تبصرہ ہے: ہر کسی کی مانگ پر "نا" کہنا درست نہیں معلوم ہوتا (حاجت برآری کی کوشش کرنی چاہیئے) عمرؓ نے عورتوں کی طبعی کمزوری کے پیش نظر ان کی ہر خواہش

پوری کرنے کو پسند نہیں فرمایا۔

۴۷ عمرؓ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو کیا پڑی ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کے سامنے اپنے بستر پر اترائے جس کا شوہر جنگ پر گیا ہوا ہے اور وہ اپنے گھر میں تنہا ہے۔

عورت تو بوچڑ کے کندے پر کا گوشت ہے اِلّا یہ کہ کوئی اس کو بوچڑ کی کاٹ سے بچائے رکھے۔

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۱۹۱

شرح: اپنے بستر پر اترانے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ یہ ظاہر کرے کہ میری بیوی تو میرے پہلو میں رہتی ہے۔ مجھے اس سے سکون ملتا ہے۔ اس طرح اترانے والا گویا عورت کو جنسی ترغیب دینے یا اس کو اپنے شوہر کی مفارقت پر بے چین کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایسا قول و فعل اسلامی ادب کے خلاف ہے جو محاذ جنگ پر جانے والوں کی بیویوں کے جذبات کو کسی طرح برانگیختہ کئے جائیں۔

۴۸ حصین بن ابی حر مالک علاقۂ میسان میں عمرؓ کے عامل تھے۔ ایک مرتبہ حصین نے عمرؓ کے یہاں ایک مراسلہ روانہ کیا۔ اس کی تحریر میں زبان کی غلطی تھی۔ عمرؓ نے حصین کو لکھا: تم اپنے کاتب کو کوڑے لگاؤ۔ (کہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے)

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۲۱۶ جاری

۴۹ عمرؓ نے فرمایا: جس طرح تم اللہ کے احکام اور اس کے رسول صلعم اور اس کی سنتوں کا علم حاصل کرتے ہو اسی طرح نحو کا علم بھی سیکھو (تا کہ صحیح عربی بول اور لکھ سکو اور مافی الضمیر کے اظہار میں غلطی نہ ہونے پائے)

البیان والتبیین۔ ج ۲ ص ۲۱۹

(باقی)